# [illegible]

(قسط دوم)

(مصنفہ)

حضرت سید العلماء مولانا السید علی نقی النقوی

(دام ظلہ)

## ⁘(امامیہ مشن کے خدمات کا نمبر ۸۹)⁘

"جبر و اختیار" اسلامی علم کلام کا ایک بڑا مہتم بالشان مسئلہ ہے اس کے بہت سے پہلو ہیں اور مختلف حیثیت سے یہ اکثر تعلیم یافتہ حلقوں میں اس وقت بھی مخصوص اہمیت رکھتی ہیں۔

جناب سید العلماء مدظلہ نے اس اہم مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر اپنے ایک موعظہ میں پہلے تبصرہ فرمایا تھا جو اس کے پہلے امامیہ مشن کی جانب سے شایع ہو چکا ہے۔ زیر اشاعت رسالہ موصوف کے ایک دوسرے موعظہ کی قلم بند صورت ہے جس میں کچھ دوسرے مگر نہایت اہم اور دقیق پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اسے بطور "قسط دوم" کے شایع کیا جا رہا ہے ممکن ہے ابھی یہ سلسلہ اور آگے بڑھے اس لیے علمی حلقوں کو اس رسالہ اور اس کے پہلے کے رسالہ "جبر و اختیار" کو پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھنا چاہیے۔ والسلام

خادم ملت

سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

---



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطاہرین

---

کہا جاتا ہے کہ جب حوادث اپنے وجود میں اسباب کے محتاج ہیں اور جس وقت کسی حادثہ کے اسباب مجتمع ہو جائیں تو پھر اُس کا عالم وجود میں آنا ضروری ہے اور انسان کا عقیدہ و عمل بھی یقینی سلسلہ حوادث کی ایک کڑی ہے اس لیے یہ بلا سبب وجود میں نہیں آسکتا اور جبکہ اس کا وجود بھی اسباب کا نتیجہ ہوا تو اسباب کے موجود ہونے کے ساتھ ان کا وجود لازمی ہے اور اگر اسباب نہیں موجود ہوئے تو ان کا وجود غیر ممکن ہے پھر انسانی اختیار کہاں باقی رہا اور چونکہ اسباب کی انتہا تمام و کمال واجب الوجود پر ہونا ضروری ہے اس لیے آخر میں عقائد و اعمال سب کی ذمہ داری خالق پر عائد ہو جانا لازمی ہے اور خود قرآن میں بھی کہا گیا ہے کہ من یھد اللہ فمالہ من مضل جس کی خدا ہدایت کردے اُس کی گمراہ کن کوئی شے نہیں ہو سکتی اور من یضلل اللہ فمالہ من ھاد جس کو وہ گمراہ کردے اُس کا کوئی رہنما نہیں ہو سکتا۔ یہ اعتراض ہے جو عقیدۂ جبر کی سب سے مضبوط بنیاد ہے مگر جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا نتیجہ صحیح نہیں نکالا گیا ہے۔ بے شک ہر امر حادث اسباب کے ساتھ عالم وجود

میں آتا ہے لیکن منجملہ اسباب ایک انسانی ارادہ ہے جو عقل و شعور کے ماتحت ہوتا ہے اور
جب اسباب کے سلسلہ میں ایک کڑی انسان کے ارادہ کی آجائے گی تو وہ فعل ارادی
اختیاری قرار پائے گا اور اُس کی ذمہ داری انسان پر عائد ہو جائے گی۔ یہ کہنا کہ
خود ارادہ کیسے پیدا ہوتا ہے اور جب ارادہ غیر اختیاری ہوا تو وہ عمل بھی جو اس کے
سبب سے ہوگا غیر ارادی قرار پائے گا یہ بھی درست نہیں ہے اور اس کے جواب کے سمجھنے
کے لیے حسب ذیل باتوں کو سمجھ لیجیے۔

(۱) خالق نے عالم میں ایک نظام اسباب کا قرار دیا ہے اور مختلف اشیاء میں مختلف
طرح کی تاثیریں ودیعت کی ہیں مثلاً آگ کا کام جلانا، پانی کا کام بجھانا۔ زہر کا کام
انسانی زندگی کو ختم کرنا اور تریاق کا اثر زہر کے اثر کو دور کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تاثیرات
ان اشیاء میں مضمر قرار دیے ہیں اس طرح کہ جب شرائط موجود ہوں اور موانع مفقود
تو وہ اثر ضرور مترتب ہوگا اور اگرچہ شرائط اور موانع کے وجود و عدم کو ان نتائج کے
حصول میں مدخلیت ہے مگر اثر جب وجود میں آئے گا تو وہ ہمیشہ اُن ہی موثرات کی
طرف مستند ہوگا یعنی اگرچہ جسم کا نزدیک ہونا اور اُس میں رطوبت کا نہ پایا جانا آگ
سے جلنے کے لیے ضروری ہے مگر جب یہ شرطیں پائی جائیں تو جلانے والی چیز آگ ہی قرار
پائے گی عدم رطوبت یا مجاورت جلانے والی نہیں قرار پائے گی۔

(۲) ان تمام چیزوں کے اثرات ہمارے علم میں ہمیشہ وجدانی حیثیت سے آتے
ہیں یعنی آگ کو ہم نے جلاتے دیکھا تو سمجھے کہ اس کا یہ اثر ہے اور پانی کو بجھاتے دیکھا



تو سمجھے کہ یہ اثر ہے اور زہر کو قاتل دیکھا اور تریاق کو دافع سمیت تو سمجھے کہ ان
کے یہ آثار ہیں۔ یہ اثرات صرف وجدان کے رو سے ثابت ہوئے ہیں کہیں پر عقلی طور سے
ہم اُس سبب کو نہیں سمجھ سکے ہیں جس کی بنا پر یہ اثرات مترتب ہوتے ہیں یعنی ہم یہ جانتے
ہیں کہ آگ کا کام جلانا ہے مگر آگ میں کون سی وہ بات ہے جس کی وجہ سے وہ جلانے والی
بن گئی ہے۔ پانی میں کون خاص بات ہے جس کی وجہ سے وہ بجھانے والا ہو گیا۔ زہر اور
تریاق ہر ایک میں کیا بات ہے جس سے وہ قاتل اور یہ دافع اثر بن گئی اسے ہم نہیں جانتے
دوسرے لفظوں میں موثر اور اثر ہمیں وجداناً معلوم ہیں لیکن علیت تاثیر سے ہم بے خبر ہیں
مگر چونکہ ہر فعلیت قوت کی محتاج ہے اس لیے ہم اتنا سمجھ سکیں گے کہ آگ میں ایک قوت
قرار دی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی جسم بغیر رطوبت اس کے قریب آئے تو یہ اسے جلا دے
اور پانی میں ایک قوت قرار دی گئی ہے جس کے نتیجہ میں جس وقت آگ ملتی ہے تو یہ اُسے بجھا دیتا
ہے اور ایسے ہی دوسری چیزوں میں۔

(۳) خالق نے اس نظام اسباب کو عمومی طور پر قائم کر دیا ہے اس کے ان اثرات
کے ظاہر ہونے کے لیے اُس کی طرف سے کسی خصوصی فعل و تاثیر کی ضرورت نہیں ہے اور
جب یہ اثرات ظاہر ہوں تو اُن ہی موثرات کی طرف مُستند ہوں گے جن کے وہ اثرات ہیں
لیکن ہمارے نزدیک اُس نے ان قوتوں کی تاثیر کو اپنے ارادہ کے ماتحت رکھا ہے یعنی جب
وہ چاہے تو اس تاثیر کو معطل کر دے اور اس وقت میں اس اثر کا ظاہر نہ ہونا
خدا کے ارادہ خاص کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً ایک جسم خشکیدہ کے متصل ہونے کے ساتھ

حب آگ نے جلایا تو یہ جلانا آگ کا کام ہے۔ خدا کا نہیں ہے لیکن کبھی اگر آگ نے نہ
جلایا تو یہ نہ جلانے دینا خدا کا کام ہے۔ پانی نے آگ کو بجھایا تو یہ پانی کا کام ہے
لیکن اگر نہ بجھایا تو نہ بجھانے دینا یہ خدا کا کام ہے۔ ایسے ہی زہر نے ہلاک کر دیا تو یہ زہر کا کام
ہے اور اگر کسی وقت زہر نے باوجود تمام شرائط کے اثر نہ کیا تو یہ اثر نہ ہونے دینا خدا
کا کام ہے۔ غرض یہ کہ جو باتیں نظام عالم کے مطابق ہیں وہ اپنے اسباب کا اثر
ہوتی ہیں۔ ضرورت نہیں ہے کہ اُن کے موافق کوئی ارادۂ خاص اللہ کی جانب سے ہو
کیونکہ اس نظام کو قرار ہی اس طرح دے دیا ہے لیکن جب کوئی بات اس نظام کے
خلاف ظاہر ہو تو وہ اللہ کے خاص ارادہ کا نتیجہ ہے —— یہی محل ہوتا ہے جب
کسی نبی اور ولی کے توسط سے ظاہر ہونے پر معجزہ کہا جاتا ہے۔ لیکن مداخلت خدائی
ارادہ کی اس نظام میں ہمیشہ نوادر اور مستثنیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر اسمیں کثرت
اور عمومیت پیدا ہو تو وہ پھر بے نظمی کی باعث ہو جائیگی جو اس نظام عام کے قرار دینے کی
حکمت کے خلاف ہے۔

(۴) بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا ثبوت اپنے نفس کے لیے ضروری ہوتا ہے
اور وہ ذاتی طور پر اپنے لیے ثابت ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ ہے کہ تمام چیزوں کا
انکشاف علم کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن علم کا انکشاف انسان کے لیے بذات خود ہوتا ہے
تمام چیزیں روشن ہوتی ہیں نور کے سبب سے۔ نور خود بھی روشن ہے مگر اُس کا روشن
ہونا بذات خود ہے کسی دوسرے نور کی ضرورت نہیں۔ ہر لذیذ شے مطلوب ہوتی ہے لذت



کی بنا پر۔ کوئی شک نہیں کہ لذت بھی لذیذ ہے ورنہ مطلوب نہ ہوتی مگر لذت کا
لذیذ ہونا بذات خود ہے۔ کسی خارجی لذت کا نتیجہ نہیں۔ ناگوار چیزوں سے انسان
بچتا ہے اس لیے کہ وہ مولم ہیں —— یقیناً الم بھی مولم ہے اس لیے انسان اُس
سے بچتا ہے۔ مگر دوسری چیزوں کا مولم ہونا الم کے باعث ہے اور الم خود بذات خود
مولم ہے اس کے لیے کسی خارجی الم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ امور وہ ہیں جن کا تقاضا
دوسری اشیاء میں ان کے توسط سے ہوتا ہے مگر خود ان میں ان کی ذات کا تقاضا
از خود پایا جاتا ہے اس لیے یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ علم معلوم کیونکر ہوا، نور منور
کیسے ہوا۔ لذت لذیذ کیوں ہے اور الم مولم کس لیے ہے۔ ان تمہیدی مقدمات کے
بعد اصل مدعا پر عرض مطلب، کہ جس طرح خدا نے آگ میں ایک قوت پیدا کی ہے جس کا ایک
اثر ہے۔ پانی میں ایک قوت رکھی ہے اور اُس کا ایک اثر ہے۔ زہر میں ایک قوت قرار دی ہے
اور اُس کا ایک اثر ہے۔ تریاق میں ایک قوت رکھی ہے اور اُس کا ایک اثر ہے۔ ویسے
ہی انسان میں ایک قوت قرار دی ہے جس کا نام ہے قدرت و اختیار اور اُس کے ماتحت
ارادہ۔ جس طرح آگ کا کام ہے۔ جلانا۔ پانی کا کام ہے بجھانا۔ زہر کا اثر
زندگی کا ختم کرنا اور تریاق کا اثر زہر کے اثر کو دور کرنا ویسے ہی اس قوت کا کام
ہے کہ اُس کے ذریعہ سے انسان سے افعال سرزد ہوں اس طرح کہ اُنکی ذمہ داری
انسان پر عائد ہو اور وہ اُن کا فاعل سمجھا جائے جس طرح آگ کا وہ اثر، پانی کی
وہ تاثیر، زہر کا وہ کام اور تریاق کا وہ عمل ہم کو جدا نا معلوم ہوا۔ اگرچہ علیت تاثیر

کے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ ویسے ہی انسان کی اُس پوشیدہ طاقت کے اثر کا علم ہم
کو وجداناً حاصل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں، مرتعش کے ہاتھ کی حرکت
اور کاتب کے قلم کی جُنبش میں فرق ہے لغزش پا سے گرنے والے اور ارادۃً کوٹھے
سے پھاند پڑنے والے کے کام میں امتیاز ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اگر ایک چار گھنٹے کی
تقریر میں کوئی ایک لفظ سبقت لسانی سے نکل جاتی ہے تو خود بولنے والا بھی امتیاز
محسوس کرتا ہے کہ وہ چار گھنٹہ کی تقریر کسی ایک خاص قوت کے ماتحت تھی اور یہ ایک
لفظ صادر ہوئی ہے جو اُس قوت کے ماتحت نہیں ہے اس لیے وہ اپنے کو اس لفظ کے
زبان سے نکلنے پر مجبور خیال کرتا ہے اور سامعین بھی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ ایک
لفظ اُس تمام تقریر کی اسٹپر سے الگ ہے اور یہ اُس قوت کی کارفرمائی کا نتیجہ نہیں ہے
وہ پوری تقریر چونکہ ارادہ کے ماتحت ہے اس لیے یہ شخص اُس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا
اور اس ایک لفظ کا جو زبان سے بلا اختیار نکلی ہے ذمہ دار نہیں ٹھہرے گا۔ یہ اثر بالوجدان
ثابت ہے اور ہر شخص جو کسی مذہب ملت یا کسی خیال کا بھی ہو اس کے وجود کو محسوس
کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ اثر بالوجدان ثابت ہے۔ تو ہمیں اس کے فکر کی ضرورت نہیں
کہ یہ اثر کس طرح پیدا ہوا کیونکہ کس طرح کو تو ہم کہیں بھی نہ سمجھ سکے تھے۔ آگ کا
پانی کا۔ زہر کا۔ تریاق کا سب کا اثر ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ علیت تاثیر تو معلوم ہی نہیں
ہوئی تھی۔ پھر یہاں ہمیں یہ فکر کیوں ہو کہ ارادہ افعال کو ارادی و اختیاری کیسے
بناتا ہے۔ کیسے کا سوال جب کہیں ہم حل نہ کر سکے تو یہاں اس کے حل ہونے کی ضرورت کیوں



سمجھی جائے؟ بے شک اثر اُس کا اسی طرح بالوجدان ثابت ہے جیسے تمام چیزوں کا
اثر بالوجدان ثابت تھا۔ اب رہ گیا یہ امر کہ ارادہ خود ارادی ہے یا نہیں۔
تو ہم کہتے ہیں کہ بے شک ارادہ بھی ارادی چیز ہے یعنی اس کی ذمہ داری بھی
انسان پر ہے۔ کہیے کہ پھر کیا ارادہ کے پہلے بھی کوئی ارادہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ
ارادہ وجود میں آتا ہے — ہم کہتے ہیں نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ جس طرح تمام
اشیاء معلوم ہوتے ہیں علم کے ذریعہ سے لیکن علم معلوم ہوتا ہے بذات خود۔
تمام اشیاء روشن ہوتے ہیں نور کے ذریعہ سے لیکن نور روشن ہوتا ہے بذات خود۔
ہر شے مطلوب ہوتی ہے لذت کے سبب سے۔ لیکن لذت لذیذ ہوتی ہے بذات خود
ہر چیز سے انسان بچنا چاہتا ہے الم کے سبب سے لیکن الم موطم ہوتا ہے بذات خود
ویسے ہر شے ارادی بنتی ہے۔ یعنی اس کی ذمہ داری انسان پر عائد ہوتی ہے ارادہ
کے سبب سے۔ اور ارادہ ارادی ہوتا ہے۔ بذات خود اور اُسکی حقیقت ہی ایسی ہے
کہ جب وہ عالم وجود میں آئے تو اس کی ذمہ داری خود انسان پر عائد ہو ——
جس طرح آگ جب جلائے تو جلایا آگ نے۔ لیکن اگر شرائط کے حصول کے باوجود
ایسا نہ ہو تو نہ جلانے دیا خدا نے اور ایسے ہی پانی اور زہر اور تریاق اُسی طرح
ارادہ کے ساتھ جب فعل صادر ہو تو اُسے کیا انسان نے اور جب باوجود ارادہ
فعل وجود میں نہ آسکے تو نہ ہونے دیا خدا نے۔ مثال کے طور پر اُن واقعات میں
جو حالات انبیاء کے سلسلہ میں آپ سُنتے رہتے ہیں۔ حضرت سارہ کو جب ابراہیم

لے کر چلے ہیں اور مصر میں بادشاہ قبط نے دست درازی کا ارادہ کیا اور ہاتھ
اپنا بڑھایا تو اگر بے ادبی اور گستاخی وجود میں آجاتی تو مرتکب تھا اُس کا کوئی
نہ ہی قبطی بادشاہ۔ لیکن ہاتھ بڑھانے کے ساتھ ہی اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا تو
بے ادبی نہ ہونے دی کس نے؟ خدا نے۔ ایسے ہی ہجرت کے بعد رسول کے گرفتار
کرنے کو جو ایک شخص بڑھا تھا اور حضرت تک پہونچ گیا تھا تو اگر وہ پہونچ جاتا
اور کوئی زخم حضرت کو لگا دیتا تو یہ زخم لگانے والا کون تھا؟ وہی خود لیکن جب
وہ آگے بڑھنے کے ساتھ ہی زانوؤں تک زمین میں دھنس گیا تو رسول کو گزند نہ
پہونچنے دیا کس نے؟ خدا نے۔ اب چونکہ فعل خود انسان سے صادر ہوتا ہے اس لیے
جبر نہیں ہے اور چونکہ اس فعل کا ہونے دینا پھر بھی خدا کے قبضہ میں ہے اس لیے
تفویض نہیں ہے جیسا کہ معصوم نے فرمایا لا جبر و لا تفویض بل امر بین
الامرین اور چونکہ فعل انسان سے صادر ہوتا ہے اسلیے خداوند عالم کی جانب سے
اُس کا مطالبہ بندوں سے ہوتا ہے کہ "امنوا بربکم" اور چونکہ انسان اس مقصد میں
کامیاب جب ہی ہوگا کہ جب اُسکے اسباب خدا کی طرف سے فراہم ہوں اور وہ اُس کی طاقت
کو سلب کرے اس لحاظ سے یہ اُس سے دعا کرتا ہے کہ تو مجھے ایمان عطا فرما۔

رہ گیا یہ امر کہ قدرت جو اس شخص میں ہے وہ خدا کی دی ہوئی ہے تب اس کے افعال
کیسے اختیاری ہوں گے تو معلوم ہونا چاہیے کہ افعال کے اختیاری ہونے کے
لیے اتنا ہی ضروری ہے کہ وہ ارادہ و اختیار کے ماتحت ہوں اور قدرت کا نتیجہ ہوں



لیکن خود قدرت، اُس کا اختیاری ہونا ضروری نہیں ہے ورنہ پھر افعال
باری تعالیٰ اختیاری نہ سمجھے جائیں گے کیونکہ قدرت اسکی عین ذات ہے اور جو شئے
عین ذات ہو وہ اختیاری و ارادی نہیں ہو سکتی۔ پھر جب افعال باری تعالیٰ
اختیاری ہیں باوجودیکہ قدرت اُسکی عین ذات ہے اور اُسکے اختیار میں نہیں ہے
ویسے ہمارے افعال اختیاری ہیں باوجودیکہ قدرت ہمیں اُسکی دی ہوئی ہے اور
اسلیے ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

جبکہ عقلی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ افعال ہمارے ارادی و اختیاری حیثیت رکھتے
ہیں تو اگر کسی آیت کا ظاہر اسکے خلاف ہو بھی تو اس کی تاویل لازم ہے۔ یہ آیت
کہ من یهد الله فما له من مضل "جس کی خدا ہدایت کرے اُس کا کوئی گمراہ
کرنے والا نہیں" اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اُس کی ہدایت سے بندہ مجبور ہو جاتا ہے
درست نہیں ہے اسلیے کہ خود قرآن میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ و اما ثمود فهدینا
هم فاستحبوا العمی علی الهدی۔

(یعنی) ثمود کی ہم نے ہدایت کی مگر اُنھوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی اس سے
صاف ظاہر ہے کہ ہدایت کے بعد بھی بندے کو گمراہی میں پڑے رہنے کا اختیار باقی
رہتا ہے۔ پھر اُس آیت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ جس کی ہم ہدایت کریں اُسے کوئی گمراہ
نہیں کر سکتا اُس سے ضرور کوئی ہدایت خاصہ مراد ہے اور اُس میں یہ تو بتلایا گیا
نہیں کہ اس طرح کی ہدایت کس کی ہوتی ہے اور کب ہوتی ہے مگر دوسری آیتیں

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
اسے ستلا دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ
«جو لوگ ہمارے راستے میں جد و جہد کرتے ہیں انھیں ہم اپنے رستوں تک پہونچا دیتے ہیں»
صاف ظاہر ہے کہ جد و جہد خود اپنے ذاتی اختیار سے ہے مگر جب بندے کی طرف سے طلب صادق پیدا
ہوئی اور اس نے راہ خدا میں قدم زنی شروع کی تو اب خدا کی طرف سے اسکے رستے کو آسان کرنے کیلئے
خاص توفیق شامل حال ہوتی ہے یہ وہ چیز ہے جسے حدیث قدسی میں یوں بتایا گیا ہے کہ بندہ
میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اسکی جانب ایک ہاتھ بڑھ جاتا ہوں اور وہ ایک ہاتھ
بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ بڑھ کر اسکا استقبال کرتا ہوں جب انسان کو خود طلب صادق
بھی ہے اور خدا کی جانب سے امداد خاص بھی شامل ہے تو پھر کیا شبہ کہ مالہ من مضل
اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔ اسی کو دوسری آیت میں یوں کہا گیا ہے والذین
اھتدوا زادھم ھدی «جو لوگ باختیار خود ہدایت قبول کرتے ہیں انھیں خدا
ہدایت میں اور اضافہ کر دیتا ہے» اسی کے مقابل میں جب انسان ہدایت عامہ سے روگردانی
کرتا ہے اور منحرف ہوتا ہے تو کچھ عرصہ تک تو تعلیم و ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اسکے بعد توفیق
ہدایت اس سے ہاتھ اٹھا لیا جاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اور زیادہ اپنی گمراہیوں میں راسخ
ہوتا جاتا ہے اور باختیار خود اپنی بداعمالیوں اور اضافہ کرتا ہوتا ہے جب یہ حالت ہو جائے
تو پھر کون ہے جو اس شخص کی ہدایت کر سکے یہ وہ چیز جسے کہا گیا ہے کہ ومن یضلل اللہ فما
لہ من ھاد «جس کی بداعمالیاں اتنی ہو جائیں کہ خداوند عالم اسکی ہدایت سے ہاتھ اٹھا لے
اور اسکی گمراہی میں اضافہ ہونے دے تو پھر کون ہے جو اسکی ہدایت کر سکے۔ اور اسی لئے ہمیشہ انسان کو اپنے
اعمال کی نگرانی کرنا چاہیے اور اسکے ساتھ خدا سے بھی دعا کرنا چاہیے کہ وہ اپنے توفیقات

| نمبر شمار | نام رسالہ | قیمت | خرچ ڈاک |
|---|---|---|---|
| ۵۴ | خلافت و امامت حصہ چہارم | ۳ر | ـ/ـر |
| ۵۵ | شہدائے کربلا حصہ دوم | ۰۵ر | ـ/ر |
| ۵۶ | ائمہ کی تعلیمات | ۴ر | ـ/ر |
| ۵۷ | حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام | ار | ـ/ر |
| ۵۸ | اسلامی عقائد | ۲ر | ـ/ر |
| ۵۹ | آثار باقیہ | ار | ـ/ر |
| ۶۰ | صحیفہ سجادیہ کی عظمت | ۰۱ر | ـ/ر |
| ۶۱ | خلافت و امامت حصہ پنجم | ۶ر | ـ/ر |
| ۶۲ | خدا کی معرفت | ۸ر | ـ/ر |
| ۶۳ | شہدائے کربلا حصہ سوم | ۴ر | ار |
| ۶۴ | خلافت و امامت حصہ ششم | ۸ر | ـ/ر |
| ۶۵ | دی لاسٹ میسج آف حسین | ۲ر | ـ/ر |
| ۶۶ | ہمارے رسوم و قیود | ۲ر | ـ/ر |
| ۶۷ | شیعوں کی تازہ زندگی | ار | ـ/ر |
| ۶۸ | صحیفہ اعمال مترجم | عہ | ۳ر |
| ۶۹ | مذہب شیعہ اور تبلیغ | ـ/ر | ـ/ر |
| ۷۰ | اسیری اہل حرم | ۰۱ر | ـ/ر |
| ۷۱ | دی مشن آف حسین انگریزی | ار | ـ/ر |
| ۷۲ | نظام زندگی حصہ اول | ۴ر | ار |

| نمبر شمار | نام رسالہ | قیمت | خرچ ڈاک |
|---|---|---|---|
| ۷۳ | نظام زندگی حصہ دوم | ۵ر | ـ/ر |
| ۷۴ | حقیقت اسلام | ۰۱ر | ـ/ر |
| ۷۵ | مظلوم کربلا | ۲ر | ـ/ر |
| ۷۶ | دی مارٹر آف کربلا انگریزی | ـ/ر | ـ/ر |
| ۷۷ | تناسخ پر مختصر بحث | ۲ر | ـ/ر |
| ۷۸ | نظام زندگی حصہ سوم | ۷ر | ار |
| ۷۹ | حیات قومی | ار | ـ/ر |
| ۸۰ | جبر و اختیار | ار | ـ/ر |
| ۸۱ | مذہب اور عقل | ۹ر | ـ/ر |
| ۸۲ | حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام گجراتی ترجمہ | ۲ر | ـ/ر |
| ۸۳ | سندھی " | ۲ر | ـ/ر |
| ۸۴ | ہندی " | ۰۱ر | ـ/ر |
| ۸۵ | بنگالی " | ۲ر | ـ/ر |
| ۸۶ | ذرات ازلی نہیں اردو | ار | ـ/ر |
| ۸۷ | اقوام عالم میں عورت کا معیار | ۴ر | ـ/ر |
| ۸۸ | نظام زندگی حصہ چہارم | ۰۵ر | ـ/ر |
| ۸۹ | جبر و اختیار (قسط دوم) | ار | ـ/ر |